نماز جمعہ اور اسلام

ازقلم حقیقت رقم

عالیجناب حجۃ الاسلام مولانا محمد حسین صاحب قبلہ پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا

(پنجاب مغربی پاکستان)

(مطبوعہ:۔ ایجوکیشنل پریس کراچی)

نماز جمعہ کے متعلق

تائیدِ حق

حجۃ الاسلام حضرت آقائے محمد حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہ، پاکستان کے سب سے بڑے عربی مدرسہ محمدیہ سرگودھا کے پرنسپل ہیں، حضرت موصوف مجتہد ہیں اور اپنے تبحر علمی کی وجہ سے عراق اور پاکستان میں بہ نگاہ عزت دیکھے جاتے ہیں۔

آپ نے جمعہ کے متعلق قول محقق اور فیصل ارشاد فرمایا ہے، یہ روایات منکرین حضرات کیلئے تازیانۂ عبرت ہیں اور حضرت مولوی سید محمد صاحب قبلہ دہلوی کی تائید ہے۔ اس طرح سے بہت سے حضرات علماء کرام کی تائیدات آچکی ہیں، جن کو ہم آئندہ شائع کریں گے، یہ مضمون رسالہ محمدیہ جنتری سرگودھا میں چھپ چکا ہے، ہم اسی سے نقل کر کے شائع کر رہے ہیں۔

ناشر

سید ضیغم حسین رضوی

۲۳۴ - گارڈن ایسٹ کراچی

تمہید سدید

چند ماہ سے ادارۂ تبلیغ شیعہ راولپنڈی کے جنرل سکرٹری کا تقاضا تھا کہ میں نماز جمعہ کے موضوع پر ایک رسالہ لکھوں لیکن میں باوجود وعدہ کے بوجہ کثرت مصروفیات اس سے تا حال عہدہ برآ نہ ہو سکا، سچ ہے کُلِّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِہٖ اَوْقَاتِہَا۔ جب کام کی انجام دہی کا وقت آگیا تو دو دن کے مختصر عرصہ میں اسے انجام دینے پر مجبور ہوگیا۔ ہوا یوں کہ امسال جب کہ محمدیہ جنتری بابت سال ۱۹۶۴ء شائع ہو رہی تھی تو میرے ذمہ ایک خاص موضوع لگایا گیا۔ چنانچہ اس موضوع پر ایک سیر حاصل مقالہ لکھ دیا۔ کتابت ہو چکی بعض وجوہ کی بنا پر اس مضمون کی اشاعت ملتوی کرنا پڑی اور اس کی وجہ سے جو خلا پیدا ہوگیا تھا اس کی پُری بھی میرے ہی ذمہ لگائی گئی چنانچہ اس سلسلہ میں "نماز جمعہ اور اسلام" میرا موضوعِ سخن تجویز کیا گیا۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ جنتری کی بعض کاپیاں پریس جا چکی ہیں۔ کاتب صاحب تقاضے پر تقاضا کر رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ مجھے دو دن کا وقت دیا گیا ہے۔ میرے تحیّر اور تردّد کی کوئی حد نہیں رہتی جب ایک طرف موضوع کی اہمیت و عظمت اور دوسری طرف قلتِ وقت اور مزید برآں صفحاتِ جنتری میں عدم گنجائش کو دیکھتا ہوں بہر حال المجبور معذور۔ ایسے ناگزیر حالات میں جو کچھ عجلتاً ہو سکا ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے اگر حالات نے مساعدت کی تو ممکن ہے پھر کسی دوسرے وقت اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی جائے اور ایک مستقل رسالہ پیش کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔ ناظرین با تمکین سے التماس ہے کہ تعصب اور جمود کی پٹی آنکھوں سے اتار کر بنظرِ عدل و انصاف اس مضمون کو بغور و تامّل ملاحظہ فرمائیں۔ اور اگر حضرات اہل علم کی نظر کیمیا ترین سے کوئی فرو گذاشت گذرے تو اسے دامنِ عفو و کتمان میں جگہ دیں اور اگر نظریاتی اختلاف بھی ہو تو وسعتِ صدر کا ثبوت دیتے ہوئے اسے ٹھنڈے دل و دماغ سے پڑھیں اور پھر حق و باطل کے درمیان فیصلہ کریں۔ مَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

روز جمعہ کے فضائل

قبل اس کے کہ نماز جمعہ کے متعلق کچھ لکھا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شب و روز جمعہ کی فضیلت پر کچھ روشنی ڈالی جائے تاکہ اصل موضوع میں ممد و معاون ثابت ہو اور اہلِ ایمان کے قلوب صافیہ کو جِلا حاصل ہو۔ واضح ہو کہ احادیثِ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین میں جمعہ مبارکہ کی بکثرت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ یہاں سب کا عدد احصا کرنا تو علاوہ مشکل ہونے کے مقصود بھی نہیں ہے۔ بطور نمونہ مشتے از خروار۔ چند احادیث معتبرہ پیش کی جاتی ہیں۔

۱:- احمد بن محمد جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ جناب اپنے آباؤ اجداد طاہرین کے سلسلۂ سند سے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ان الجمعة سید الایام یضاعف اللہ فیہ الحسنات ویمحو فیہ السیئات ویرفع فیہ الدرجات وتستجیب فیہ الدعوات ویکشف فیہ الکربات ویقضی فیہ الحوائج العظام وھو یوم المزید للہ فیہ عتقاء وطلقاء من النار ما علم احد من الناس وعرف حقہ وحرمتہ الا کان حقاً علی اللہ ان یجعلہ من عتقائہ وطلقائہ من النار فان مات فی یومہ ولیلتہ مات شہیداً وبعث آمناً وما استخف احد بحرمتہ وضیع حقہ الا کان حقاً علی اللہ عزوجل ان یصلیہ نار جھنم الا ان یتوب (فروع کافی)

یعنی روز جمعہ تمام ایام کا سردار ہے اسمیں خداوند عالم نیکیوں کو دوگنا کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے اور دعاؤں کو مستجاب کرتا ہے رنج وآلام کو دور کرتا ہے اور بڑی بڑی حاجتیں برلاتا ہے جمعہ وہ دن ہے جسمیں جہنم سے آزاد ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جو آدمی اس روز کی کما حقہٗ قدر اور رعایت کرے اور اس کے حق وحرمت کو پہچانے تو خداوند عالم یقیناً آتش جہنم سے آزاد کریگا اور اگر وہ اسمیں یا اس کی شب (شب جمعہ) میں مرجائے تو شہید مریگا اور بروز حشر امن اور اطمینان کے ساتھ ہوگا اور جو کوئی اس روز مسعود کی عزت وحرمت کو خفیف سمجھے اور اس کے حقوق کو ضائع کرے تو قدرت ضرور اسے آتش جہنم کا ذائقہ چکھائے گی مگر یہ کہ توبہ کرے۔

۲:- صادقین علیہما السلام سے مروی ہے قال ما طلعت الشمس بیوم افضل من یوم الجمعة فرمایا آفتاب نے کسی ایسے دن میں طلوع نہیں کیا جو جمعہ سے افضل وبرتر ہو (فقیہہ) (۳) من لا یحضرہ الفقیہ میں بروایت اصبغ بن نباتہ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا لیلة الجمعة لیلة [illegible] یومھا یوم ازھر من مات لیلة الجمعة کتب اللہ تعالیٰ لہ برائتہ من ضغطة القبر ومن مات یوم الجمعة کتب اللہ تعالیٰ برائتہ من النار یعنی شب جمعہ بہت چمک دمک والی شب ہے اور روز جمعہ بہت درخشندہ وروشن روز ہے۔ جو شخص شب جمعہ میں مرے خداوند عالم اس کیلئے فشار قبر سے برأت کا پروانہ لکھ دیتا ہے اور جو روز جمعہ کو مرے خداوند عالم اس کیلئے آتش جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دیتا ہے (۴) نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ الفقیہہ میں مرسلاً آئمہ طاہرین سے روایت کرتے ہیں کہ ما طلعت الشمس فی یوم افضل من یوم الجمعة وکان الیوم الذی نصب فیہ رسول اللہ ص امیر المومنین علیہ السلام بہ غدیر خم یوم الجمعة وقیام القائم علیہ السلام یکون فی یوم الجمعة وتقوم القیامة فی یوم الجمعة یجمع اللہ تعالیٰ فیہ الاولین والاخرین قال اللہ عزوجل ذلک یوم مجموع لہ الناس وذلک یوم مشھود یعنی آفتاب نے کسی ایسے دن میں طلوع نہیں کیا جو جمعہ سے افضل وبہتر ہو جمعہ کے دن ہی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین ع کو غدیر خم کے مقام پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا حضرت قائم آل محمد علیہ السلام بھی بروز جمعہ ظہور موفور السرور فرمائیں گے اور قیامت بھی بروز جمعہ قائم ہوگی جسمیں خلاق عالم تمام اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے یہی وہ دن ہے جسمیں لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی یوم مشہود ہے۔ (۵) کتاب مجالس میں بروایت عبداللہ بن بکیر حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے، من قدم سعت الی الجمعة الاحرم اللہ جسدھا علی النار یعنی جو قدم جمعہ کیطرف

چل کر جائے خداوند عالم اس کے بدن کو آتشِ جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے (۶) کتاب خصال نیز فقیہ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا من اتی الجمعۃ ایماناً و احتساباً استأنف العمل یعنی جو شخص خلوص و ایمان کے ساتھ جمعہ میں جائے وہ نئے سرے سے عمل کرتا ہے یعنی اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۷) حضرت امیرالمومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں ضمنت بستۃ علی اللہ الجنۃ منھم رجل خرج الی الجمعۃ فمات فلہ الجنۃ یعنی چھ شخص ایسے ہیں جن کیلئے میں ضامنِ جنت ہوں منجملہ ان کے ایک شخص وہ ہے جو نماز جمعہ کیطرف روانہ ہو اور اس اثنا میں مر جائے پس وہ مستحق جنت ہے۔ (۸) ایک شخص نے جناب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے فرمایا ان اللہ عزوجل جمع فیھا خلقہ لولایۃ محمدؐ ووصیہ فی المیثاق وسماہ یوم الجمعۃ لجمعہ فیہ خلقہ یعنی جمعہ کو اس لئے جمعہ کہا جاتا ہے کہ خداوند عالم نے اسمیں اپنی مخلوق کو اپنے رسول جناب حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کے وصی جناب حضرت علی مرتضیٰؑ کی ولایت کیلئے یوم میثاق کو جمع کیا تھا پس اسی لئے اس کا نام جمعہ رکھا کیوں کہ اس میں اس نے اپنی مخلوق کو جمع کیا تھا۔ (فروع کافی) (۹) جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ شب و روز جمعہ میں صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم کے برابر ہے (الجمعہ) (۱۰) فقیہ میں صادقین میں سے ایک بزرگوار سے مروی ہے کہ فرمایا ان العبد المؤمن یسئل اللہ جل جلالہ فیؤخر اللہ عزوجل قضاء حاجتہ الی یوم الجمعۃ لیخصہ بفضل یوم الجمعۃ یعنی بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندۂ مومن خداوند عالم سے کسی حاجت کا سوال کرتا ہے اور خداوند عالم اسے روز جمعہ تک مؤخر کر دیتا ہے تاکہ اسے فضیلت جمعہ کے ساتھ مخصوص فرمائے

بہت سی احادیث میں وارد ہے کہ بروز جمعہ ایک ایسی ساعت ہے کہ انسان اسمیں جو جائز دعا کرے فوراً مستجاب ہوتی ہے اب اس ساعت کے تعین میں اختلاف ہے۔ بعض احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ وہ ساعت ہے جب امام جمعہ خطبہ سے فارغ ہو کر مصلے پر کھڑا ہوتا ہے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت ہے کہ جب نصف آفتاب غروب اور نصف باقی ہو۔ (۱۱) جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ان الجمعۃ حقاً و حرمتہ فایاک ان تضیع او تقصر فی شیء من عبادۃ اللہ او التقرب الیہ بالعمل الصالح و ترک المحارم کلھا فان اللہ یضاعف فیہ الحسنات و یمحو فیہ السیئات ویرفع فیہ الدرجات یعنی روز جمعہ کے کچھ حقوق ہیں اور اس کی عزت و حرمت ہے۔ خبردار کہیں اسے ضائع نہ کرنا اور مبادا اسمیں عبادتِ خدا بجالانے یا عمل صالح بجالانے اور تمام محرمات سے اجتناب کرنے کے ذریعہ سے اس کا قرب حاصل کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا کیوں کہ جمعہ وہ مقدس دن ہے کہ خداوند عالم اسمیں نیکیوں کو دوہراتا ہے اور برائیوں کو محو فرماتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے۔ (فروع کافی) (۱۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ما من شیء یعبد اللہ بہ یوم الجمعۃ احب الی من الصلوٰۃ علی محمد وآل محمد (فروع کافی) یعنی بروز جمعہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود سلام بھیجنے سے زیادہ مجھے کوئی عمل محبوب نہیں ہے بعض روایتوں میں جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ فرمایا اگر تم چاہتے ہو کہ آتشِ جہنم تمہارے جسم کو مس نہ کرے تو ہر روز صلوٰۃ ایک سو مرتبہ اور بروز جمعہ ایک ہزار مرتبہ پڑھ لیا کرو (عین الحیٰوۃ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ)۔ اسی بارہ کے مبارک اور

(میمون عدم) پر فضیلتِ جمعہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ ورنہ .... ع سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کیلئے۔

اس قسم کے فضائل بیان کرنے سے روزِ جمعہ اور بالخصوص نمازِ جمعہ کی اہمیت پر جو روشنی پڑتی ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔

نمازِ جمعہ کے بعض اسرار و رموز کا بیان

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ جمعہ کے اسرار و رموز کو بھی اجمالاً بیان کر دیا جائے کیونکہ اس سے جہاں نمازِ جمعہ کی اہمیت و عظمت اجاگر ہوگی وہاں ہمارے اصل مسئلہ یعنی جمعہ کے وجوب عینی پر بھی کافی روشنی پڑ جائے گی اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے میں بہت آسانی ہو جائیگی۔ ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ شریعت مقدسہ کا ہر حکم کئی کئی مصالح اور حکم کا حامل ہوتا ہے کوئی بھی حکم خواہ واجب ہو یا حرام یا مستحب وغیرہ کسی مصلحت و حکمت کے بغیر نہیں ہوتا حکیم ازلی ہمیشہ اسی چیز کا حکم دیتا ہے جسمیں کچھ فوائد و عوائد مضمر ہوں اور اسی چیز سے روکتا ہے جسمیں مفاسد و مضرات موجود ہوں کیونکہ فوائد کے حاصل کرنے اور مضرات سے اجتناب کرنے ہی میں بشر کی صلاح و فلاح مضمر ہے۔ شریعت اسلامیہ نے سب سے زیادہ معاشرہ کی اصلاح اور تمدن کی فلاح و بہبود پر زور دیا ہے اور چونکہ شارع اقدس کو معلوم تھا کہ معاشرہ کی اصلاح بغیر باہمی اتفاق و اجتماع کے ہو نہیں سکتی اس لئے اس نے محکم و مضبوط اجتماعات کی تاسیس و تشکیل دینے اور باہمی اتفاق و تعاون پر زور دیا۔ چنانچہ عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا وجوب اخوۃ اسلامی کا ثبوت ترک تنازع و تجاذب کی تاکید، ترکِ تعصب و حمیت کی ترغیب و تحریص اور مخالفت و منافرت پھیلانے سے ترہیب و نفرت اسی امر کے مختلف مظاہر ہیں۔ شرع شریف نے اسی غرض کے حاصل کرنے کیلئے فقط قولی دعوت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے عملی مظاہر بھی مقرر فرمائے ہیں چنانچہ ہر شب و روز میں بطور استحباب پانچ مرتبہ اجتماع، ہفتہ میں بطور وجوب ایک عظیم الشان اجتماع اور ویسے ہر سال مگر ہر شخص کیلئے مدت العمر میں ایک مرتبہ عالمی اجتماع کا حکم اسی مقصد و مطلب کے پیش نظر دیا گیا ہے۔ ان اجتماعات میں عربی، عجمی، ایرانی، افغانی، ہندوستانی، پاکستانی۔ یورپی و امریکی، روسی و افریقی۔ امیر و غریب۔ آقا و غلام ایک ہی مقام پر پہلو بہ پہلو صف آرا ہو کر جب کھڑے ہوتے ہیں تو اسلامی اخوت و مساوات کا وہ روح پرور مظاہرہ ہوتا ہے کہ جس سے مسلمانوں کی ہیبت و دبدبہ کا سکہ مخالفین کے دلوں پر بیٹھ جاتا ہے۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز ۔ قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ۔ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہونچے تو سبھی ایک ہوئے (اقبال)

اسی لئے شریعت مقدسہ نے ہر چہار طرف سے تین تین میل کے اندر رہنے والوں پر واجب لازم کیا کہ وہ ایک جگہ جمع ہوں تاکہ انکی قوت و طاقت ظاہر ہو انکے درمیان مراسم و روابط پیدا ہوں محبت و مودت کے جذبات ابھریں، باہمی کدورتیں و نفرتیں دور ہوں صلح و آشتی کے روح افزا مواقع میسر آئیں اور یگانگت و یک جہتی کی فضا پیدا ہو اور برادرانِ ایمانی کی حاجتیں معلوم ہوں اور ان کے برلانے کا موقع مل سکے۔ چنانچہ احادیث اہلبیت میں دا

ومن کو چاہیئے کہ ان اجتماعات میں ان چیزوں میں سے ایک چیز حاصل کرکے جائے۔ اپنے گناہ بارگاہ ایزدی سے معاف کرا کے جائے یا کوئی نیا دوست بنا کے جائے
ن کے ساتھ صلح صفائی کرکے جائے (خصال شیخ صدوق علیہ الرحمۃ)

نیز اس اجتماع میں دینی معارف و احکام سے آگہی ہوگی اسی لئے تو سرور عالم نے فرمایا ہے اف لمسلم نفسہ فی کل جمعۃ لامر دینہ
(اصول کافی) اس مرد مسلمان پر افسوس ہے جو کم از کم ہفتہ میں ایک جمعہ کو اپنے تیئں مسائل دینیہ معلوم کرنیکے لئے فارغ نہیں کرتا اسی طرح مسلمانوں کو
اپنے قومی مسائل اور حالاتِ حاضرہ کا علم ہوگا اور اس امر کا بھی پتہ چلے گا کہ انہوں نے قومی تحفظ و بقا اور اس کے وقار کو بحال رکھنے کیلئے اس ہفتہ میں کیا کیا کیا ہے
اور انہیں دشمن کے دفاع کے سلسلے میں کیا طریق کار اختیار کرنا ہے اسی مقصد کے پیش نظر جمعہ میں دو خطبے واجب قرار دیئے گئے کہ جن میں حمد و ثناء باری
سرکار محمد و آلِ محمد علیہم السّلام پر درود و سلام بھیجنے کے علاوہ سامعین کو ورع و تقویٰ الہٰی اختیار کرنے واجبات شرعیہ بجالانے محرمات سے اجتناب
کرنے اور قومی حالات بیان کرنے اور انکی اصلاح کیلئے مناسب اقدام کرنیکی امام جمعہ کو تاکید کیگئی ہے۔ اسلام نے اس اجتماع کو ہر طرح
کامیاب بنانے کیلئے غسل کرنے خوشبو لگانے۔ لباس فاخرہ زیب تن کرنے حجامت بنوانے اور ہر قسم کی کثافت دور کرکے مسجد میں آنے کا حکم دیا ہے
تاکہ بدن لطیف ہو اور حاضرین کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ کوئی مضر صحت اثر پیدا نہ ہو اور نہ کسی کو کسی سے نفرت پیدا ہو اس طرح اس اجتماع کا
مقصد ہے اسمیں پوری طرح کامیابی و کامرانی حاصل ہوگی۔ لیکن افسوس ہے مسلمانوں کی بدبختی پر کہ وہ ان حقائق کو طاقِ نسیاں پر رکھ بیٹھے
ر جمعہ و جماعت کی اہمیت کو بھلا دیا اور فرمانِ ایزدی واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور آپسمیں
فرقہ بازی نہ کرو) کو پسِ پشت ڈال دیا اور ارشاد قدرت ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (آپسمیں نزاع و جھگڑا نہ کرو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے
تمہاری عزت و آبرو ختم ہو جائیگی) کو فراموش کر دیا اور اگر کہیں اس قسم کا اجتماع ہوتا بھی ہے تو اس سے وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا جو اس کے انعقاد سے مطلوب
تھا۔ موجودہ اجتماعات ایک ایسا جسد ہیں جسمیں روح نہ ہو۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج قوم بجائے ترقی کے مدارج طے کرنے کے الٹی تنزل اور انحطاط کے
گڑھے میں گر رہی ہے اور اسے ہر جگہ ذلت اور رسوائی کا سامنا ہو رہا ہے اس کیلئے ترقی کی راہیں مسدود ہیں اور غلامی کا پھندا اس کے گلے کا ہار
ہو رہا ہے۔ سچ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ع خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ★ نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا۔
افسوس کہ قوم کچھ اس طرح خواب غفلت میں محو ہے کہ اسکی بیداری کی قیام قائم سے قبل امید نہیں کی جاسکتی۔

اس کے مصلحین جنکا وظیفۂ شرعی قوم کو اس کی خامیوں سے آگاہ کرکے اسے بیدار کرنا اور ترقی کی شاہراہ پر اسے گامزن کرنا تھا وہ بجائے
بیدار کرنے کے الٹا اس کیلئے خواب آور گولیاں ڈھونڈ رہے ہیں بجائے اس کے کہ جمعہ اور جماعت کی اہمیت کو بیان کرکے قوم کو اسکی بجا آوری پر آمادہ
کریں تاکہ قوم کی عظمت رفتہ دوبارہ بحال ہو جاتی وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اسکی حرمت ثابت ہو جائے تاکہ اس کے وجوب
یا آوری کا جوا گردن سے ہمیشہ کیلئے اتر جائے۔ افسوس۔ ع ۔ ۔ ۔ ۔ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ★ کسقدر ہوگئے بے چارہ فقیہانِ حرم
قوم کے مصلحین کے یہ لیل و نہار ہوں یاد رکھو کہ وہ قوم آج نہ ڈوبی تو کل ضرور ڈوبے گی۔

بار الہا ہماری قوم کو خواب غفلت سے بیدار کر اور اسمیں صحیح علم و عمل کا جذبہ پیدا فرما بجاہ النبی و آلہ الطاہرین

نمازِ جمعہ کی فضیلت

نماز جمعہ کی احادیث معصومینؑ میں بکثرت فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔ جلائے ایمانی کی خاطر یہاں

چند احادیث شریفہ ذکر کی جاتی ہیں۔ (۱) امالی شیخ صدوق علیہ الرحمۃ میں بروایت جابرؓ جناب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا اذا کان یبعث اللہ العباد اتی بالایام یعرفہا الخلائق باسمہا وحلیتہا یقدمہا یوم الجمعۃ لہ نور ساطع تتبعہ سائر الایام کانہا عروس کریمۃ ذات وقار تہدی الی ذی حلم ویسار ثم تکون یوم الجمعۃ شاہداً وحافظاً لمن سارع الی الجمعۃ ثم یدخل المومنون الی الجنۃ علی قدر سبقہم الی الجمعۃ۔ یعنی خداوند عالم اپنے بندوں کو بروز قیامت محشور فرمائے گا تو تمام ایام ہفتہ بھی اس طرح لائے جائیں گے کہ تمام لوگ انہیں انکے نام و حلیہ سے پہچان لیں گے ان کے آگے آگے یوم جمعہ ہوگا اور اس سے ایک نور ساطع و لامع ہوگا اور دوسرے تمام ایام اس کے پیچھے ہوں گے یوں معلوم ہوگا کہ گویا کوئی بڑی عزت و وقار والی عروس کسی بڑے عقلمند اور مالدار آدمی کے گھر لے جائی جا رہی ہے۔ پھر روز جمعہ ان لوگوں کی شہادت دیگا اور حفاظت کریگا جو نماز جمعہ پڑھنے کیطرف سرعت اور جلدی کرتے تھے پھر اہل ایمان اسی ترتیب سے جنت میں داخل ہوں گے جس طرح وہ نماز جمعہ کیطرف جاتے تھے۔ (۲) فروع کافی میں بروایت عبداللہ بن سنان جناب امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا فضل اللہ یوم الجمعۃ علی غیرہا من الایام وان الجنان لتزخرف وتزین یوم الجمعۃ لمن اتاہا وانکم تتسابقون الی الجنۃ علی قدر سبقکم الی الجمعۃ یعنی خداوند عالم نے روز جمعہ کو دوسرے تمام ایام پر فضیلت دی ہے۔ نماز جمعہ پڑھنے والوں کیلئے بروز جمعہ جنتوں کو آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے اور تم نماز جمعہ کی طرف سبقت کرنے کے مطابق جنت کی طرف سبقت کرکے جاؤ گے۔ (۳) جناب شہید ثانیؒ اپنے رسالہ خصائص جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ فرمایا من اغتسل یوم الجمعۃ وغسل ثم بکر وابتکر ومشی ولم یرکب ودنا من الامام واستمع ولم یلغ کان له بکل خطوۃ عمل سنۃ اجر صیامہا وقیامہا یعنی جو شخص بروز جمعہ غسل کرے اور سویرے سویرے نماز جمعہ کی طرف پیدل جائے۔ نہ سوار ہو کر۔ پھر پیش نماز کے قریب کھڑا ہو اور کسی قسم کے لغو کا ارتکاب کرے تو اسے ہر ہر قدم پر ایسے ایک سال کی عبادت کا اجر و ثواب دیا جائیگا جسمیں دن کو روزہ اور رات کو عبادت الہی میں قیام کیا گیا ہو۔ (۴) نیز اسی رسالہ میں آنحضرتؐ سے مروی ہے فرمایا ان لکم فی کل جمعۃ حجۃ وعمرۃ فالحجۃ الھجرۃ الی الجمعۃ والعمرۃ انتظار العصر بعد الجمعۃ یعنی ہر جمعہ میں تمہارے لئے حج و عمرہ موجود ہے حج تو گھر سے چل کر نماز جمعہ کی طرف جانا اور عمرہ نماز کے بعد نماز عصر کا انتظار کرنا ہے۔ وسائل الشیعہ میں آنجناب کا یہ ارشاد بھی موجود ہے۔ یا قلیب علیک بالجمعۃ فانہا حج للمساکین یعنی اے قلیب ضرور جمعہ پڑھو کیونکہ نماز جمعہ فقراء و مساکین کا حج ہے۔ (۵) جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے ما من قدم سعت الی الجمعۃ الا حرم اللہ جسدہا علی النار جو قدم نماز جمعہ کی طرف اٹھے۔ خداوند عالم اس کے بدن کو آتش جہنم پر حرام فرما دیتا ہے۔ بہ نظر اختصار یہاں انہیں پانچ کے مبارک عدد پر اس سلسلۂ جلیلہ کو ختم کیا جاتا ہے۔

نماز جمعہ کے ترک کی مذمت

حکماء ربانیین نے فقط نماز جمعہ کی فضیلت بیان کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ترغیب کے جتنے طریق ہیں سب کو بروئے کار لاکر اس فریضہ کی ادائیگی پر لوگوں کو آمادہ فرمایا ہے۔ یہاں ترک جمعہ کی مذمت کے بارے میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں (۱) وسائل الشیعہ میں بروایت زرارہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا صلوٰۃ الجمعۃ فریضۃ والاجتماع الیھا فریضۃ مع امام فان ترک رجل من غیر علۃ ثلث فرائض ولایدع ثلاث فرائض من غیر علۃ الا منافق یعنی نماز جمعہ فرض ہے اور پیشنماز کے ساتھ جا کر اسے پڑھنا بھی فرض ہے اگر کوئی شخص بغیر عذر شرعی کے تین جمعہ ترک کر دے تو اس نے تین فرائض کو ترک کیا۔ اور بغیر عذر کے تین فرائض کو ترک نہیں کرتا مگر منافق (۲) نیز انہیں بزرگوار سے منقول ہے فرمایا من ترک ثلث جمعۃ متعمداً من غیر علۃ طبع اللہ علیٰ قلبہ بخاتم النفاق۔ یعنی جو شخص جان بوجھ کر تین جمعہ ترک کر دے تو خداوند عالم اس کے دل پر نفاق کی مہر لگا دیتا ہے (وسائل الشیعہ) (۳) جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لینتھین اقوام عن ودعھم الجمعات اولیختمن اللہ علیٰ قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین۔ جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں وہ اپنے اس فعل شنیع سے باز آجائیں ورنہ خداوند عالم ان کے دلوں پر مہر لگا دیگا اور پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے (الجمعہ) (۴) نیز انہیں جناب کے ایک طویل خطبہ کے ضمن میں مروی ہے جو نماز جمعہ کی ترغیب وتحریص کے سلسلہ میں آپ نے ارشاد فرمایا جسے مؤلف اور مخالف دونوں فریقوں نے نقل کیا ہے فرماتے ہیں ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد فرض علیکم الجمعۃ فمن ترکھا فی حیٰوتی او بعد مماتی ولہ امام عادل استخفافاً بھا وجحوداً لھا فلا جمع اللہ شملہٗ ولا بارک لہٗ فی امرہٖ الا ولا صلوٰۃ لہٗ الا ولا زکوٰۃ لہٗ الا ولا حج لہٗ الا ولا صوم لہٗ اولا برکۃ لہ فی امرہ حتی یتوب۔" خداوند عالم نے تمہارے اوپر نماز جمعہ فرض کی ہے پس جو شخص اسے میری زندگی میں یا میرے بعد جبکہ اس کے پاس عادل پیشنماز موجود ہو مگر وہ اسے خفیف سمجھ کر اور اس کا انکار کر کے ترک کردے تو خداوند عالم اس کی پراگندگی کو کبھی جمع نہ کریگا۔ (یا نہ کرے) اور اس کے معاملات میں کبھی برکت نہ دیگا (یا نہ دے) آگاہ ہو جاؤ کہ نہ ایسے شخص کی کوئی نماز ہے نہ کوئی زکوٰۃ ہے نہ اس کا کوئی حج قبول ہے نہ اس کا روزہ مقبول ہے اور نہ اس کے معاملات میں برکت ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کرے (وسائل الشیعہ) (۵) نیز انہیں سرکار سے منقول ہے فرمایا۔ من ترک الجمعۃ من غیر عذر فلیتصدق بدینار فان لم یجد فنصف دینار یعنی جو شخص بغیر عذر شرعی نماز جمعہ ترک کرے تو اسے لازم ہے کہ ایک دینار کفارہ دے اور اگر ایک دینار نہ رکھتا ہو تو پھر آدھا دینار دے۔ یہی مقدار نماز جمعہ کی اہمیت وعظمت ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے۔ العاقل یکفیہ الاشارۃ والبلید لاینفعہ الف عبارۃ۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔ وفقنا اللہ لما یحب ویرضیٰ۔

زمانۂ غیبتِ امامؑ میں نماز جمعہ کا حکم

تمام علماء شیعہ خیر البریہ بلکہ کل علماء امتِ محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر خود پیغمبرِ اسلام یا ان کے حقیقی خلفاء واوصیاء میں سے موجود ہو اور مبسوط الید بھی ہو تو بروز جمعہ نماز ظہر کے بدل نماز جمعہ واجب عینی ہوتی ہے۔ ہاں زمانۂ غیبت میں جبکہ امام زمانہ محجاب غیبت میں تشریف فرما ہیں علمائے شیعہ کے درمیان اس کے وجوب اور عدم وجوب اختلاف ہے ویسے تو اس کے متعلق پانچ چھ قول ہیں اور ہر قول کے قائل بھی موجود صاحب رسالہ ارشاد الامت نے تو حد ہی کردی جو ان اقوال کو انتیس ۲۹ تک پہنچا دیا جو کسی طرح متصور ہی نہیں ہوسکتے۔ بہرحال ان اقوال میں سے قابل توجہ اور مشہور تین قول ہیں اس لئے ہم اختصار کے پیش نظر دیگر اقوال کو نظر انداز کرتے ہوئے انہی اقوال سہ گانہ

کی طرف زبانِ عنان پھیرتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے ادلہ و براہین کو بھی ذکر کریں گے اور ان پر جو کچھ نقض و ابرام ہوتا ہے اس کا تذکرہ بھی کریں گے تاکہ متلاشیانِ حق و حقیقت کو حق تلاش کرنے میں آسانی ہو قدرت کا وعدہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین۔ وہ تین قول ہیں۔

۱:- واجب تعیینی یعنی بروز جمعہ نماز ظہر کے عوض اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ مکلف آدمی پر نماز جمعہ ہی واجب ہے۔ اس کا کوئی بدل نہیں ہے یہی قول ہمارے علمائے متقدمین اور متاخرین میں سے محققین کا ہے اور یہی قول ہماری ناقص تحقیق کے مطابق صحیح و قوی ہے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا۔ انشاء اللہ

۲:- **حرمت** ..... یعنی زمانہ غیبتِ امام میں نماز جمعہ پڑھنا بالکل حرام ہے اس قول کے بھی بعض علماء قائل ہیں ۳:- واجب تخییری یعنی مکلف کو اختیار ہے کہ بروز جمعہ چاہے تو نماز جمعہ پڑھے اور چاہے تو نماز ظہر پڑھے لیکن اس قول کے اکثر قائلین یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر نماز جمعہ پڑھی جائے تو احتیاطاً اس کے بعد نماز ظہر بھی پڑھنی چاہیئے یہ قول علمائے متاخرین اور بالخصوص علمائے معاصرین میں زیادہ مشہور ہے۔

نماز جمعہ کا وجوب عینی قرآن کریم کی روشنی میں

جب مذکورہ بالا مطالب ذہن نشین ہو چکے تو اب ہم نماز جمعہ کا حکم معلوم کرنے کیلئے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے بعد سرکار سید المرسلین اور ان کے اہلبیتِ طاہرین کے فرامین کی طرف رجوع کریں گے کیونکہ تمام مسلمانوں کو اپنے تمام متنازعات میں انہیں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر تم اگر یوم آخرت اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے تمام نزاعات میں خدا و رسول کی طرف رجوع کرو اور ان ہی سے فیصلہ لو۔ حضرت امیر المومنینؑ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔ الرد الی اللہ الاخذ بمحکم کتابہ والرد الی الرسول الاخذ بسنتہ الجامعۃ یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ محکمات قرآن پر عمل کیا جائے اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انکی سنتِ جامعہ پر عمل کیا جائے (نہج البلاغہ) بنا بریں حسب الحکم پہلے ہم کتاب ایزدی کی طرف رجوع کرتے ہیں چونکہ اس میں کائنات کی ہر خشک و تر چیز کا بیان ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ تو یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ نماز جمعہ ایسی عظیم الشان عبادت کا اس میں تذکرہ نہ ہو چنانچہ وہ اس سلسلہ میں ہماری راہبری کرتی ہے ارشاد قدرت ہے یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (سورۃ الجمعہ) اے ایمان والو جب بروز جمعہ نماز (جمعہ) کی اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف جلدی چلکر جاؤ۔ اور خرید و فروخت ترک کردو ایسا کرنا تمہارے لئے یقیناً بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

تقریب استدلال

اس آیہ مبارکہ کی وجوب جمعہ پر وجہ دلالت یہ ہے کہ تمام مفسرین خاصہ و عامہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں وارد شدہ لفظ "الذکر" سے نماز جمعہ یا اس کے خطبے یا ہر دو

ب۔ چونکہ علم میں اصول فقہ میں یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ صیغۂ امر بلا قرینہ وجوب کے لئے ہے۔ اس لئے فاسعوا الیٰ سے ثابت ہو گا کہ نماز جمعہ کی طرف سعی کرنا واجب ہے۔ ظاہر ہے کہ نماز کی طرف جانا اس کے پڑھنے کا مقدمہ ہے۔ اور یہ امر بدیہی ہے کہ مقدمہ کا وجوب ذو المقدمہ کے وجوب کے بغیر متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ لہذا لازماً ماننا پڑیگا کہ نماز جمعہ واجب ولازم ہے۔ وہو المقصود۔ اب یہ خطاب بظاہر انہی لوگوں کو ہے جو زمانہ نبوی میں موجود تھے لیکن چونکہ شریعت مقدسہ کے احکام قیامت تک ہونیوالے سب لوگوں کیلئے ہیں اس لئے احادیث میں وارد ہے حلال محمدؐ حلال ابداً الیٰ یوم القیامۃ وحرام محمدؐ حرام ابداً الیٰ یوم القیامۃ (کافی) حضور ختمی مرتبتؐ کا حلال قیامت تک حلال اور انکا حرام قیامت تک حرام ہے لہذا ہر دور کے تمام مومنین اسمیں داخل ہیں۔ جیساکہ دوسرے تمام شرعی خطابات واحکام کا یہی حال ہے پس اس آیت مبارکہ سے روز روشن کیطرح واضح وآشکار ہو گیا کہ نماز جمعہ ہر زمانہ میں اہل ایمان پر واجب ولازم ہے۔

اس استدلال پر بعض وارد شدہ شبہات کا ازالہ

مشککین کے سہام اعتراض کسی استدلال کو سلامت نہیں چھوڑتے چنانچہ انہوں نے ایسی واضح الدلالت آیت مبارکہ کی دلالت پر بھی بعض شبہات عائد کئے ہیں جنکا ذکر اور ازالہ فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ (۱) آیت اپنے اطلاق پر باقی نہیں ہے بلکہ بعض قیود کے ساتھ مقید ہو چکی ہے۔ مثلاً جمعہ کے وجوب میں ایک شرط یہ ہے کہ جماعت کیساتھ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ کم ازکم پانچ آدمی ہوں۔ سوم یہ کہ تین میل کے اندر دو جمعے منعقد نہ کئے جائیں۔ چہارم یہ کہ دو خطبے بھی پڑھے جائیں۔ پنجم یہ کہ انعقاد جمعہ میں کوئی خوف وخطر بھی نہ ہو۔ لہذا جب اپنے اطلاق پر باقی نہیں تو ہو سکتا ہے جمعہ کے وجوب میں حضور امام بھی شرط ہو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ علم اصول فقہ میں یہ امر محقق ومبرہن ہو چکا ہے کہ مطلق اپنی تقیید کے بعد باقی ماندہ افراد میں حجت ہوتا ہے اور اس کے اطلاق کے ساتھ تمسک کرنا صحیح ہوتا ہے لہذا جو افراد اس کے اطلاق سے یقینی طور پر خارج ہو گئے ہیں وہ تو ہوئے لیکن جن کے خروج میں شک ہو۔ وہاں اطلاق کے ساتھ تمسک کیا جائے گا اور مشکوک قیود کی نفی کر دی جائیگی اس لئے ہم آیت کے اطلاق سے استدلال کر کے کہہ سکتے ہیں کہ وجوب جمعہ میں سوائے مذکورہ بالا شرائط کے اور کوئی شرط مثل حضور امام علیہ السلام نہیں ہے جیساکہ اس کی تفصیل عنقریب واضح ہو گی۔ فتدبر فیہ فانہ دقیق۔ (۲) ہو سکتا ہے کہ اس اذان سے مراد بروز جمعہ صبح کی اذان ہو لہذا اس آیت سے تمسک صحیح نہیں ہے اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو تمام شیعہ سنی مفسرین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس اذان سے مراد نماز جمعہ کی اذان ہے۔ نیز اس آیت کا سورۂ جمعہ میں ہونا بھی اس بات کی تائید مزید کرتا ہے۔ لہذا اسمیں خدشہ کرنا واضحات کے انکار کے مترادف ہے ثانیاً اس آیت کا آخری حصہ اس امر پر قطعی دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد نماز جمعہ ہے۔ نہ نماز صبح۔ ارشاد ہے کہ جب اذان ہو جائے تو بیع وشرا ترک کر دو واضح ہے عموماً ظہر کا وقت ہی خرید وفروخت کا وقت ہوتا ہے اسی لئے اس سے روکا گیا۔ اگر اس سے نماز صبح مراد لی جائے تو آیت درجۂ بلاغت سے گر جائے گی کیونکہ جب اس وقت بیع وشرا بالعموم ہوتی ہی نہیں تو اس سے روکنا چہ معنی وارد ۹ اسی لئے من لا یحضرہ الفقیہ وغیرہ کتب معتبرہ میں وارد ہے کہ عہد نبوی میں جب اذان جمعہ دیجاتی تھی تو ایک منادی ندا کرتا تھا۔ حرم البیع۔ حرم البیع۔ لوگو! اب بیع وشرا حرام ہے۔ بیع وشرا حرام ہے (۳) اس آیت میں تو یہ کہا گیا ہے کہ نماز جمعہ کی طرف دوڑ کر جانا واجب ہے۔ اسمیں یہ تو نہیں کہا گیا کہ نماز جمعہ واجب ہے۔ یہ شبہ اعتراض کنندہ

کے یقینی الحصول ہونے کی بیّن دلیل ہے بہر کیف اس شبہہ کا ازالہ تقریب استدلال میں ہوچکا ہے کہ کسی امر کے مقدمہ کو واجب قرار دینا خود اس امر کے قطعی و حتمی طور پر واجب و لازم ہونے پر دلالت کرتا ہے اس کا انکار معقولات سے بلکہ عرفیات سے نابلد ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ آعاذنا اللہ من الحور بعد الکور۔ اس قسم کے اور بھی بعض بودے اور رکیک شبہات کیے گئے ہیں جن کے ذکر سے ہم بیجا کلام کو طول دینا کسی طرح مناسب نہیں سمجھتے۔ فالاعراض عنہا احجدر۔ اگرچہ اور بھی بعض ایسی آیات مبارکہ موجود ہیں جن سے ہم سابقہ مطلب پر استدلال کر سکتے ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ صاحبانِ بصیرت کیلئے ایک آیت مبارکہ کافی و وافی ہے انشاء اللہ۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

نماز جمعہ کا وجوب عینی احادیث معصومین کی روشنی میں

قرآن کریم کے ساتھ استدلال کرنے سے فراغت کے بعد اب ہم چاہتے ہیں کہ اس امر کا فیصلہ رسولِ خدا اور آئمہ ہدیٰ سے بھی کرلیں۔ کیوں کہ سابقاً عرض کیا جاچکا ہے کہ اختلافی امور میں ہمیں خدا و رسولؐ سے فیصلہ لینے کا حکم دیا گیا ہے اب مزید برآں عرض ہے کہ ارشاد قدرت ہے فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔ (سورہ النساء) اے حبیب تیرے رب کی قسم یہ لوگ ہرگز اس وقت تک مومن ہی نہیں ہوسکتے جب تک تجھے اپنے تمام تنازعات میں اپنا حکم نہ بنائیں۔ اور پھر تم جو فیصلہ کردو (اس کا زبانِ عمل سے انکار تو بجائے خود) دل میں بھی اس کے متعلق کسی قسم کا حرج و کوفت محسوس نہ کریں بلکہ اسے ہر طرح تسلیم کریں جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے ما آتکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتھوا اسی طرح صاحبانِ امر کی طرف رجوع کرنے کا حکم موجود ہے و لو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم۔ اگر لوگ اپنے امور کو رسولؐ اور صاحبانِ امر (آئمہ و اوصیاء) کی طرف پھیرتے تو یقیناً صاحبانِ استنباط اسے معلوم کرکے بتاتے (قرآنِ حکیم)۔ لہٰذا اب ہم ذیل میں دیکھتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا اور صاحبانِ امر آئمہ ہدیٰ نے اس مسئلہ کے متعلق کیا فیصلہ صادر فرمایا ہے سو واضح ہو کہ پیغمبر اسلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی بیسیوں احادیث معتبرہ موجود ہیں جنہیں نماز جمعہ کو قیامت تک کیلئے واجب و لازم بتلایا گیا ہے اور ان میں کہیں امام معصوم کے حضور کو اس کے وجوب کی شرط نہیں قرار دیا گیا۔ ان سب فرمائشات کا تعداد احصا تو یہاں مشکل ہے بطور نمونہ از انبار چند روایات معتبرہ پیش کیجاتی ہیں (۱) سرکار علامہ حلی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب تذکرہ میں اور جناب محقق صاحب شرائع اپنی کتاب معتبر میں روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا الجمعۃ فریضۃ واجبۃ الی یوم القیٰمۃ یعنی نماز جمعہ قیامت تک فرض و واجب ہے۔ اس روایت کی دلالت ہر زمانہ میں وجوبِ جمعہ وجوب عینی پر روزِ روشن سے بھی زیادہ روشن و واضح ہے کیوں کہ علم اصول فقہ میں یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جہاں لفظِ وجوب یا صیغۂ وجوب بلا کسی قید کے وارد ہو تو اس سے متبادر واجب مطلق ہوتا ہے نہ مشروط اور عینی ہوتا ہے۔ کفائی اور تعیینی ہوتا ہے نہ تخییری (قوانین اصول وغیرہ) علاوہ بریں اگر امام علیہ السلام کا حضور اس کے وجوب کی شرط ہوتا تو آنحضرتؐ علم نبوت سے جانتے تھے کہ ایک مدت مدید تک امام زمانہ پردۂ غیبت میں ہونگے لیکن بلا کسی استثنا کے علی الاطلاق قیامت تک اسے واجب و لازم فرمانا زمانۂ حال میں اس کے وجوب عینی کی بیّن دلیل ہے (۲) شہید اوّل علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں اور جناب شہید ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ جمعہ میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے الجمعۃ حق علی مسلم الا اربعۃ مملوک او امرأۃ او صبی او مریض (کذا فی الوسائل) یعنی نماز جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سوائے چار افراد کے۔ غلام۔ عورت۔ بچہ۔ مریض۔ یہ نہیں فرمایا کہ

سے بھی ساقط ہے جس کا امامؑ حاضر نہ ہو (۳) کتاب معتبر میں حضرت محقق حلی علیہ الرحمۃ آنحضرت کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔
الجمعۃ واجبۃ علی کل مسلم فی جماعۃ (کذا فی وسائل الشیعہ) یعنی نماز جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے اس حدیث میں بھی..
امام کی کوئی قید مذکور نہیں (۴) سابقہ عنوان پنجم کے ذیل میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد پیش کیا جا چکا ہے کہ ان اللہ تبارک و تعالیٰ افترض
علیکم الجمعۃ فمن ترکھا فی حیاتی او بعد مماتی الخ کہ خداوند عالم نے تمہارے اوپر نماز جمعہ فرض کی ہے۔ جو شخص اسے میری زندگی میں
یا میری وفات کے بعد ترک کریگا۔ الخ پس آنحضرت کی ان احادیث شریفہ سے نماز جمعہ کا وجوب عینی اور حضور امامؑ کے ساتھ اس کا غیر مشروط
ہونا کالشمس فی رابعۃ النہار واضح و آشکار ہو گیا۔ اب ان کے حقیقی اوصیاء علیہم السلام کی فرمائشات سماعت فرمائیں (۵) فروع کافی اور فقیہ میں
بروایت زرارہ بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا ان اللہ فرض فی کل اسبوع خمسا و ثلاثین
صلوۃ منہا صلوۃ واجبۃ علی کل مسلم ان یشھدھا الا الخمسۃ المریض و المملوک و المسافر و المرأۃ و الصبی یعنی خداوند عالم
نے ہر ہفتہ میں پینتیس ۳۵ نمازیں واجب کی ہیں۔ ان میں ایک ایسی فریضہ نماز ہے کہ ہر مسلمان پر اسمیں (بغرض جماعت) حاضر ہونا واجب ہے سوائے پانچ افراد
کے جن کی تفصیل یہ ہے۔ مریض۔ مملوک۔ مسافر۔ عورت۔ بچہ۔ یہ حدیث شریف ببانگ دہل پکار کر یہ کہہ رہی ہے کہ جب تک زمانہ باقی ہے اور
تکلیف شرعی موجود ہے ہر ہفتہ میں نماز جمعہ ہر شخص پر واجب و لازم ہے سوائے ان پانچ افراد کے جن کا تذکرہ اس حدیث میں موجود ہے لیکن
ان میں اس آدمی کا ذکر نہیں کیا گیا جس کا امام معصوم موجود نہ ہو۔ معلوم ہوا ایسے شخص پر اس طرح جمعہ واجب ہے جیسے اس پر جسے امام معصوم
کے ہمراہ پڑھنے کا اتفاق ہو (۶) یہی جناب زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا فرض اللہ علی الناس من
الجمعۃ الی الجمعۃ خمسا و ثلاثین صلوۃ منہا صلوۃ واحدۃ فرضہا اللہ فی جماعۃ وھو الجمعۃ الخ... یعنی خداوند عالم
نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک لوگوں پر پینتیس ۳۵ نمازیں واجب کی ہیں۔ ان میں سے ایک ایسی نماز ہے جو جماعت کے ساتھ فرض ہے
وہ نماز جمعہ ہے۔ اس کے بعد حدیث میں ان اشخاص کا تذکرہ ہے جن سے وجوب ساقط ہے اس حدیث شریف کی تقریب استدلال بھی بدستور سابق ہے
معلوم ہوا کہ نماز جمعہ بھی وجوب عینی میں مثل دیگر نماز ہائے پنجگانہ ہے ہاں صرف دو باتوں میں فرق ہے۔ ایک یہ کہ اسمیں جماعت فرض ہے
دوم یہ کہ نماز جمعہ چند اشخاص سے ساقط ہے جن سے نماز پنجگانہ ساقط نہیں ہے (۷) وسائل الشیعہ میں ہے کہ جناب زرارہ بیان کرتے ہیں
میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا علی من تجب الجمعۃ۔ کن لوگوں پر نماز جمعہ واجب ہے۔ قال علی سبعۃ
نفر من المسلمین ولا جمعۃ لاقل من المسلمین احدھم الامام فاذا اجتمع سبعۃ ولم یخافوا امھم بعضھم وخطبھم۔
فرمایا سات مسلمانوں پر اور اگر پانچ سے کم ہوں تو ان پر جمعہ واجب نہیں ہے۔ ان پانچ میں ایک پیشنماز بھی ہے پس جب سات (یا کم از کم پانچ)
آدمی جمع ہو جائیں اور انہیں (کسی ظالم و جابر سے) کوئی خوف و ہراس بھی نہ ہو۔ ان میں سے بعض امامت کے فرائض انجام دیں گے اور خطبہ پڑھیں گے
اس روایت شریفہ میں ان لوگوں کی تعداد بیان کی گئی ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہوتی ہے اور وہ مع پیشنماز سات یا کم از کم پانچ آدمی ہیں
علاوہ بریں اس حدیث شریف سے چند امور ثابت ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ نماز میں جماعت شرط ہے۔ دوئم یہ کہ چونکہ اس روایت میں
لفظ امام وارد ہوا تھا خدشہ تھا کہ شائد کوئی شخص امام اصلی کو مراد لے۔ امام عالیمقام نے "امّھم بعضھم" کہ انہی سات آدمیوں

میں سے کوئی ایک (جو شرائط امامت رکھتا ہو) امامت کراوے اور خطبہ پڑھے فرما کر اس توہم کو زائل فرما دیا کہ اس کے وجوب میں امام الاصل کا وجود شرط نہیں ہے۔ **سوم** یہ کہ اسمیں دو خطبے بھی ضروری ہیں جو کہ دو رکعت کے قائمقام ہے۔ **چہارم** یہ کہ اس امامت میں جس طرح امام معصوم الاصل کا حضور ضروری نہیں ہے اسی طرح پیشنماز کا خصوصی طور پر امام الاصل کی طرف سے اذن ہونا بھی ضروری نہیں ہے ورنہ آپ یوں فرماتے جب سات آدمی جمع ہوں تو امھم الامام المعصوم اوالماذون من قبلہ کہ انہیں امام معصوم امامت کرائے گا یا وہ شخص جو امام کی طرف سے مجاز ہو لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔ **پنجم** یہ کہ جو نماز جمعہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کے انعقاد میں کوئی خوف و تقیہ نہ ہو ورنہ اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے

بعض آئمہ طاہرین کا نماز جمعہ کو ترک کرنیکی وجہ

ہمارے اکثر آئمہ طاہرین علیہم السلام اور ان کے اصحاب و اطیاب نماز جمعہ کو ترک کرنیکی اصلی وجہ یہی تھی کیونکہ امام ہو یا نبی کسی کے پیچھے تو نماز پڑھ نہیں سکتے اور خود بوجہ غلبۂ خلفاء جور پڑھا نہیں سکتے تھے اس لئے غم و غصہ کے گھونٹ پی کر اپنے شریف کدہ میں بیٹھ رہتے تھے اور بعض اوقات اپنے اس دردِ دل کا اظہار بارگاہِ ایزدی میں یوں فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ان ھذا المقام لخلفائک واصفیائک ومواضع امنائک فی الدرجۃ الرفیعۃ التی اختصصتھم بھا قد ابتزوھا حتی عاد صفوتک وخلفائک مغلوبین مقھورین یرون حکمک مبدلا وکتابک منبوذا (صحیفہ سجادیہ) بارِ الٰہا یہ مقام تیرے خلفاء اور برگزیدہ بندوں کا تھا اور تیرے امینوں کا محل تھا تو نے ان کو اس بلند درجہ کیلئے خاص کیا تھا، غاصبین نے اسے چھین لیا یہاں تک کہ (اس غصب کی وجہ سے) تیرے برگزیدہ بندے مغلوب و مقہور ہو کر وہ دیکھ رہے ہیں کہ تیرے احکام بدل دیئے گئے ہیں۔ تیری کتاب پس پشت ڈال دی گئی ہے الخ ترک نماز کی اصل وجہ یہ تھی جسے بعض کوتاہ اندیش حضرات نے اسے اس امر کی دلیل قرار دے دیا کہ سرے سے نماز جمعہ واجب ہی نہیں حالانکہ سابقاً عرض کیا جا چکا ہے کہ اس نماز میں جو کچھ اختلاف ہے وہ زمانہ غیبتِ امام میں ہے۔ ان کے حضور میں تو بلا اتفاق جمعہ واجب عینی ہے۔ فتذکر وتدبر۔ (۸) جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا کانوا سبعۃ یوم الجمعۃ فلیصلوا جماعۃ ولیلبس البرد والعمامۃ ویتوکأ علی قوس او عصی ویقعد قعدۃ بین الخطبتین ویجھر بالقرأۃ ویقنت فی الرکعۃ الاولیٰ قبل الرکوع (وسائل الشیعہ) یعنی جب سات آدمی جمعہ کے دن موجود ہوں تو نماز جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ اور پیش نماز کو چاہیئے کہ سر پر عمامہ اور کاندھوں پر چادر اوڑھے اور کسی کمان یا عصا کا سہارا لیکر کھڑا ہو اور دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھ جائے اور قرأتِ جہر کیساتھ پڑھے اور پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھے۔ یہ روایت بھی اس امر پر نص صریح ہے کہ نماز جمعہ واجب ہے اور اس کی امامت میں امام الاصل کا وجود ضروری نہیں ہے کیونکہ اس حدیث شریف میں امام جمعہ کے جو آداب امام علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں اس سے مراد یقیناً غیر معصوم ہے ورنہ اگر امام جمعہ ہی کو پڑھانا ہوتا تو وہ خود آدابِ امامت سے واقف ہیں پھر ان کا ذکر کرنا لغو اور بے فائدہ ہو کر رہ جائے گا۔

(۹) جناب زرارہ جناب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا۔ صلوٰۃ الجمعۃ فریضۃ والاجتماع الیہا مع الامام فریضۃ فان ترک رجل من غیر علۃ ثلاث جمع فقد ترک ثلاث فرائض ولا یدع ثلاث فرائض من غیر علۃ الا منافق (اعمال شیخ صدوق وسائل الشیعہ) یعنی نماز جمعہ فرض ہے۔ اور پیش نماز کے پاس جمع ہو جائیں (برائے اقامہ جمعہ) فرض ہے پس اگر کوئی بغیر عذر شرعی کے تین جمعے ترک کرے تو اس نے تین فرض ترک کئے اور بغیر عذر شرعی کوئی فرض ترک نہیں کرتا مگر منافق۔ یہاں امام سے مراد امام جماعت ہے جیسا کہ ظاہر ہے (۱۰) سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا عن الصلوٰۃ یوم الجمعۃ قال اما مع الامام فرکعتان۔ واما من یصلی وحدہ فھو اربع رکعات بمنزلۃ الظھر (فروع کافی) کہ بروز جمعہ نماز جمعہ کس طرح پڑھنی ہے۔ فرمایا جو شخص پیشنماز کے ہمراہ پڑھے تو دو رکعت (جمعہ) پڑھے گا اور جو شخص تنہا پڑھے وہ چار رکعت بمنزلہ نماز ظہر پڑھے۔ اس روایت میں وارد شدہ لفظ "امام" سے مراد امام جماعت ہی ہے کیونکہ بغیر جماعت کے ہو نہیں سکتا اور اس امر کا ایک روشن ثبوت یہ ہے کہ اس کے بعد والا فقرہ واما من یصلی وحدہ کہ جو تنہا پڑھے۔ امام کے ساتھ پڑھنے کے بالمقابل تنہا پڑھنے کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امام سے مراد امام جماعت ہے پس ہر دو حدیثیں بھی علی الاطلاق نماز جمعہ کے وجوب عینی پر دلالت کرتی ہیں۔ (۱۱) جناب زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حثنا ابو عبد اللہ علیہ السلام علی صلوٰۃ الجمعۃ حتی ظننت انہ یرید ان ناتیہ نقلت نغدو علیک فقال لا انما عنیت عندکم (وسائل الشیعہ) یعنی جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں نماز جمعہ پڑھنے کی انتہائی ترغیب و تحریص دلائی حتی کہ میں نے گمان کیا کہ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان کے پاس آکر پڑھیں۔ اس لئے میں نے عرض کیا۔ کیا صبح ہم آپکی خدمت میں حاضر ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں میری مراد یہ ہے کہ خود اپنے ہاں پڑھو۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب زرارہ وجوب نماز جمعہ سے تو واقف تھے۔ لیکن اس کی عینیت وجوب سے آگاہ نہ تھے۔ جب امام علیہ السلام نے اس کی عظمت اور اہمیت پر روشنی ڈالی تو انہیں خیال ہوا کہ شاید حضرت کے پاس ہی پڑھنا ہے امام معصوم نے یہ فرما کر کہ میری مراد یہ ہے کہ اپنے ہاں (یعنی کوفہ میں) پڑھو اس بات پر نص قائم کر دی کہ امام جمعہ میں عصمت شرط نہیں ہے اس میں یہ بھی مذکور نہیں کہ اصل میں جمعہ تو امام معصوم ہی کو پڑھانا چاہیئے۔ لیکن میں خصوصی طور پر تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عادل پیشنماز و عارف اس کی امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔ وہو المطلوب۔

(۱۲) عبد الملک جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مثلک یھلک ولم یصل فریضۃ فرضہا اللہ قلت کیف اصنع قال صلو اجماعۃ یعنی صلوٰۃ الجمعہ (وسائل الشیعہ) یعنی کسقدر افسوس کی بات ہے کہ تجھ ایسا آدمی مر جائے اور اس فریضہ کو نہ پڑھے جسے خلاق عالم نے فرض کیا ہے۔ عبد الملک کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ میرے آقا میں کیا کروں؟ فرمایا جماعت کے ساتھ پڑھو۔ جناب کی مراد نماز جمعہ تھی۔ چونکہ عبد الملک اور اس کے ساتھی کوفہ میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے اس لئے جناب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے انہیں اس کے پڑھنے کی تاکید فرمائی اور اس کے ترک پر زجر و توبیخ کی اور واضح فرمایا کہ جمعہ ہر گز ساقط نہیں ہو سکتا اور امام علیہ السلام نے اس کی امامت کیلئے کسی مخصوص شخص کو نامزد بھی نہیں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن عادل پڑھا سکتا ہے

اس سلسلہ میں معصومین[ع] کے فرامین کو انہیں کی تعداد یعنی ۱۲ کے مبارک مسعود پر ختم کرتے ہیں۔

ان احادیث مبارکہ کے متعلق بعض علماء محققین کا وضاحتی بیان حق ترجمان

ان احادیث سے جمعہ کے وجوب عینی پر جو روشنی پڑتی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ سرکار علامہ محسن فیض کاشانی اپنی کتاب وافی میں کتب اربعہ سے ایسی ہی چند روایاتِ معتبرہ نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں لا یخفی دلالۃ ھذہ الاخبار المستفیضۃ علی وجوب صلوٰۃ الجمعۃ علی کل مسلم عدا من استثنیٰ من غیر شرط سوی ما ذکر کوجوب سائر الصلوٰۃ الیومیہ وجوباً حتماً وتعیناً من غیر تخییر فی ترکھا ولا توقف علی حضور معصوم او اذن منہ صلوات اللہ علیہ۔ یعنی مستثنیٰ شدہ اشخاص کے علاوہ دیگر ہر مسلمان پر نماز جمعہ کے نماز پنجگانہ کیطرح حتمی و تعینی وجوب پر ان اخبار مستفیضہ کی جو واضح دلالت ہے وہ مخفی و مستور نہیں ہے نہ اس کے ترک میں اختیار ہے اور نہ امامِ عالیمقام علیہ السّلام کے حضور پر نہ ہی ان کے اذنِ خاص پر موقوف ہے"۔ اسی طرح زین الملّت والدین جناب شہید ثانی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ جمعہ میں احادیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ فھذہ الاخبار الصحیحۃ الواضحۃ الدلالۃ التی لا یشوبھا شک ولا یحوم حولھا شبہۃ من طرق اھل البیتِ فی الامر بصلوٰۃ الجمعۃ والحث علیھا الایجاب علی کل مسلم عدا من استثنیٰ والتوعد علی ترکھا بالطبع علی القلب الذی ھو علامۃ الکفر والعیاذ باللہ ولیس فی ھذہ الاخبار مع کثرتھا تعرض لشرط الامام ولا من نصبہ ولا لاعتبار حضورہ فی ایجاب ھذہ الفریضۃ العظیمۃ فکیف یسع المسلم الذی یخاف اللہ تعالیٰ اذا سمع مواقع امر اللہ و رسولہ وائمۃ بھذہ الفریضۃ وایجابھا علی کل مسلم ان یقصر فیھا و یھملھا الی غیرھا و یتعلق بخلاف بعض العلماء فیھا و امر اللہ و رسولہ و خاصۃ احق و مراعاتہ اولیٰ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم ولقد اما بھم الاول فلیتدبر تقریر الثانی ان لم یعف اللہ ویسامح فنسئل اللہ العفو والرحمۃ۔ یعنی بطریق اہلبیتِ نبوی یہ وہ صحیح و معتبر اور واضح الدلالت احادیث ہیں جنکی سند اور دلالت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں سوائے استثناء شدہ افراد کے دیگر سب مسلمانوں پر نماز جمعہ کا وجوب اور اس کی تاکید و ترغیب اور اس کے ترک پر مہر نفاق لگنے کی وعید و تہدید موجود ہے جو کہ بپناہ بخدا علامتِ کفر ہے (بل طبع اللہ علیھا بکفرھم) ان احادیث میں باوجود کثیر التعداد ہونے کے وجوب نماز میں امامِ معصومؑ یا ان کے نائبِ خاص کی یا امام علیہ السلام کی حضوری کی کوئی شرط مذکور نہیں ہے پس جس مسلمان کے دل میں خوفِ خدا موجود ہے وہ کس طرح خدا و رسولؐ اور آئمہ ہدیٰؑ کے اس فریضہ کے بارے میں یہ احکام اور تاکیدات سنتا ہے اور پھر اس کی بجا آوری میں کوتاہی کرتا ہے یا اسے بالکل مہمل چھوڑ دیتا ہے اور بعض علماء کے اختلاف کے ساتھ تمسک کرتا ہے حالانکہ خدا و رسولؐ اور خاصانِ خدا کے احکام زیادہ قابل اتباع ہیں اور ان کی رعایت زیادہ لازم ہے (ارشاد قدرت ہے) جو لوگ اللہ کے اوامر سے روگردانی کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں انہیں کوئی فتنہ یا دردناک

عذاب پہنچ جائے۔ بخدا یہ لوگ فتنہ میں تو مبتلا ہو چکے ہیں۔ اب انہیں دوسرے امر (عذاب) کا انتظار کرنا چاہیئے مگر یہ کہ قدرت معاف کر دے اور سلوک فرما دے۔ ہم اللہ سے اس کے عفو و رحم کا سوال کرتے ہیں۔ بہر حال جو لوگ مومن ہیں۔ ان کے لئے قرآن کی آیت یا ایھا الذین آمنوا کی ندا کافی ہے اور جو مسلمان ہیں ان کیلئے حدیث رسولؐ (الجمعۃ فریضۃ علیٰ کل مسلم) کافی ہے اور جو عقلمند ہیں ان کیلئے ارشادِ ایزدی ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ یہ نماز جمعہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وافی ہے۔ لیکن جو ان ہر سہ طبقات سے خارج ہے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وما علینا الا البلاغ

نماز جمعہ کے وجوب عینی پر وارد شدہ ایک عظیم شبہ کا دفعیہ

خدا اور رسولؐ و آئمہ ہدیٰؑ کے ان تاکیدی ارشادات کے بالمقابل جو چند بودے شبہات پیش کئے جاتے ہیں اور جن کے بل بوتے پر نماز جمعہ کے وجوب عینی کا انکار کیا جاتا ہے وہ علاوہ ان بعض ضعیف السند اور متشابہ الدلالت روایات کے جنکا تذکرہ ہم عنقریب حرمت والے قول کے ضمن میں کریں گے جو معرکۃ الآراء شبہ پیش کیا جاتا ہے وہ اجماع ہے کہ یہ حضرات کہتے ہیں کہ اگر ان آیات و روایات کو دیکھا جائے تو واقعاً وجوب عینی ثابت ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے علماء کا اجماع قائم ہو چکا ہے۔ کہ نمازِ جمعہ زمانۂ غیبتِ امام علیہ السلام میں واجب عینی نہیں ہے۔ یہ شبہ بچند وجہ باطل اور درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

وجہ اوّل ۔ یہ کہ علماء شیعہ خیر البریہ کی ایک بہت بڑی جماعت کے نزدیک اجماع کوئی ایسی شرعی دلیل نہیں ہے جس سے استنباط احکام میں مدد لی جائے لہٰذا ایسی مختلف فیہ چیز کی وجہ سے قرآن و حدیث سے ثابت شدہ حقیقت سے دست برداری نہیں کی جا سکتی۔

وجہ دوم ۔ بنابریں کہ اجماع کو دلیل شرعی تسلیم کر لیا جائے تاہم اصول فقہ میں یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ وہاں کار آمد و مفید ہوتا ہے جہاں کسی مسئلہ کا حکم قرآن و حدیث میں نہیں مل سکے لیکن جہاں قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ و صحیحہ موجود ہوں وہاں اجماع سے تمسک کرنا ان مخالفین کی تقلید کی غمازی کرتا ہے جو نصوص کے بالمقابل اپنے ناقص اجماع کا سہارا لیتے ہیں۔

وجہ سوم ۔ جن علمائے اعلام کے نزدیک اجماع حجت شرعی ہے جو کہ ہمارے علمائے کرام میں مشہور و معروف ہے تو ان کے نزدیک اجماع اجماع ہونے کی حیثیت سے حجت ہے کہ جب تمام امت کے علماء کسی امر پر اجماع کریں گے۔ تو جو سید العلماء یعنی امام عالیمقام ہے وہ بھی یقیناً اسمیں داخل ہی ہوگا۔ چنانچہ تمام محققین نے اس امر کی تصریحات فرمائی ہیں۔ جناب محقق حلیؒ اپنی کتاب معتبر میں رقمطراز ہیں۔ الاجماع حجۃ بانضمام المعصوم فلو خلا المأۃ من فقہائنا من قولہ لما کان حجۃ ولو حصل فی اثنین لکان قولھما حجۃ لا باعتبار اتفاقھما بل باعتبار قولہ فلا تغتروا بمن یتحکم فیدعی الاجماع باتفاق الخمسۃ والعشرۃ من الاصحاب مع جھالۃ قول الباقین الا مع العلم القطعی بدخول الامامؑ فی الجملۃ یعنی اجماع جو حجت ہے۔ تو وہ امام علیہ السلام کی شمولیت کی وجہ سے ہے پس اگر ہمارے ایک سو فقہا کا قول امام علیہ السلام کے قول سے خالی ہو تو وہ حجت نہیں اور اگر قولِ امامؑ دو فقیہوں کے قول میں شامل ہو تو وہ حجت ہے لیکن یہ حجت ان دو فقیہوں کے اتفاق و اجماع کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ قولِ امام کی وجہ سے ہے۔ پس تم کسی کے قول سے ہرگز دھوکا نہ کھاؤ جو سینہ زوری سے کام لیتے ہوئے پانچ۵ دس۱۰ فقہاء کے اتفاق کو اجماع کہکر حجت قرار دے

دینا چاہتا ہے۔ حالانکہ دوسرے حضرات کے قول کا اسے علم ہی نہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں، ہو سکتا ہے قولِ امام اسی دوسرے فریق کے ساتھ ہو) مگر اس وقت دعویٰ اجماع صحیح ہے جبکہ قطعی طور پر امام علیہ السلام کے ان میں شامل ہونے کا یقین کامل ہو۔ اسی طرح حضرت شیخ شہید ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ جمعہ میں لکھا ہے۔ الاجماع عند اصحابنا انما ھو حجۃ بواسطۃ دخول قول المعصوم فی جملۃ اقوال القائلین والعبرۃ عندھم انما ھی بقولہ دون قولھم۔ جو اجماع ہمارے علماء کے نزدیک حجت ہے وہ دیگر قائلین کے ضمن میں قول معصومؑ داخل ہونے کی وجہ سے ہے اور اس کو جو کچھ حجت و اعتبار حاصل ہے وہ قولِ معصومؑ ہی کی وجہ سے ہے نہ اقوال علماء کی وجہ سے۔ اس قسم کی تصریحات سے کتب اصول فقہ لبریز ہیں (من اراد الاطلاع علیھا فلیرجع الی الکتب المبسوطۃ مثل القوانین والفصول والکفایہ والوسائل وغیرھا من کتب الفن) بعد ازیں ہم کہتے ہیں کہ جب اجماع کی حجیت قولِ معصومؑ کی ممنونِ احسان ہے تو معلوم ہوا کہ قولِ معصومؑ تابعِ اجماع نہیں ہوا کرتا بلکہ اجماع تابع فرمانِ امام ہے۔

ہم سابقہ بیانات میں یہ امر واضح کر چکے ہیں کہ آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک نمازِ جمعہ واجب عینی ہے تو اب یہ اجماع جس کا دعویٰ عدم وجوب پر کیا جاتا ہے یقیناً قول معصومؑ سے خالی ہے لہٰذا بالاتفاق قابلِ رد اور درجہ اعتبار سے ساقط متصور ہوگا۔ **وجہ چہارم** - ہم اسے سابقہ وجوہ سے قطع نظر کر کے کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اجماع ہی سرے سے صحیح نہیں۔ اس امر پر اجماع کا دعویٰ کرنا کہ جمعہ واجب عینی نہیں ہے درحقیقت عدم تتبع و تفحص پر مبنی ہے ورنہ بیسیوں علمائے متقدمین و متاخرین اس اجماع کے مخالف گزرے ہیں اور اب بھی بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں لہٰذا ان کی مخالفت کے باوجود یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ نمازِ جمعہ کے عدم وجوب عینی پر تمام علمائے شیعہ کا اجماع ہے ان ھذا الا اختلاف۔ ہم یہاں ان چند علمائے اعلام کے اسماء گرامی لکھ دیتے ہیں جو نمازِ جمعہ کے وجوب عینی اور تعیینی کے قائل ہوئے ہیں اور ہیں۔ عدم گنجائش مانع ہے ورنہ دل چاہتا تھا کہ ان کے اسماء گرامی کے ساتھ ساتھ ان کا کلام حقیقتِ ترجمان بھی پیش کیا جاتا بہر کیف بموجب ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ فقط چند مشاہیر کے اسمائے گرامی پیش کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے۔ شائقین تفصیل کتب مبسوطہ کی طرف رجوع کریں۔

(۱) ثقۃ الاسلام شیخ ابو جعفر محمد بن کلینی۔ صاحب اصولِ کافی - (۲) رئیس المحدثین ابو جعفر محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ القمی۔ صاحب من لا یحضرہ الفقیہ - ان بزرگواروں کا طریقہ یہی ہے کہ جو احادیث وہ اپنی کتب میں درج کرتے ہیں ان کا عمل بھی انہیں کے مضمون کے مطابق ہوتا ہے۔ بنابریں انہوں نے اپنی کتب میں وجوب جمعہ کی روایات درج کی ہیں اور وجوب نماز جمعہ کے باب منعقد کئے ہیں۔ اس لئے وہ یقیناً اس کے وجوب کے قائل ہی ہیں۔ (۳) شیخ الطائفہ المحقہ حضرت شیخ مفید کتاب مقنعہ میں (۴) الشیخ ابو الصلاح الحلبی در کتاب کافی - (۵) الشیخ ابو الفتح کراجکی در کتاب تہذیب المسترشدین - (۶) الشیخ عماد الدین الطبرسی در رسالہ جمعہ (۷) زین الملۃ والدین معروف شہید ثانی در رسالہ جمعہ - (۸) شیخ فاضل حسین بن شیخ عبد الصمد حارثی۔ والد ماجد علامہ شیخ بہائی در رسالہ عقد طہماسی (۹) فاضل محقق شیخ حسین بن شہید ثانی صاحب معالم الاصول در رسالہ اثنا عشریہ (۱۰) فقیہ زاہد شیخ فخر الدین طریحی در شرح رسالہ اثنا عشریہ - (۱۱) فقیہ محدث ملا محمد تقی مجلسی در رسالہ جمعہ (۱۲) غواص بحار الانوار

سرکار علامہ محمد باقر مجلسی در بحار الانوار (۱۳) فقیہہ فاضل محمد باقر سبزواری در رسالہ جمعہ (۱۴) فاضل محدث ملا محسن فیض کاشانی در رسالہ جمعہ (۱۵) محققِ عماد حضرت میر محمد باقر داماد (۱۶) محقق شیخ احمد بن شیخ یوسف البحرانی در رسالہ جمعہ (۱۷) شیخ علامہ شیخ سلیمان بن شیخ عبداللہ بحرانی (۱۸) محدث صالح شیخ صالح بحرانی (۱۹) فاضل مشہور ملا عبداللہ تستری (۲۰) فاضل محقق ابن میثم بحرانی صاحب شرح نہج البلاغہ (۲۱) محدثِ فاضل حضرت شیخ محمد بن الحسن حر عاملی وسائل الشیعہ (۲۲) فخر الاوائل والاواخر محدث فقیہہ محقق شیخ یوسف بن الشیخ احمد بحرانی صاحب حدائقِ ناضرہ فی احکام العترت الطاہرہ۔ (۲۳) سید محقق سید محمد صاحب مدارک الاحکام شرح شرائع الاسلام (۲۴) فاضل جلیل القدر علامہ شیخ محمد خالصی مدظلہ العالی در رسالہ جمعہ ۔ یہ شیخ جلیل اس وقت بقید حیات موجود ہیں اور کاظمین شریفین میں جمعہ کے انعقاد کے متصدی ہیں اور باوجود پیرانہ سالی اور نابینائی کے خدمت دین مبین میں مشغول و منہمک ہیں اطال اللہ بقاہ (۲۵) شیخ فاضل عظیم الشان شیخ محمد رضا اصفہانی مدظلہ العالی جو اس وقت بقید حیات ہیں اور کربلائے معلّےٰ میں مسجد بین الحرمین میں نماز جمعہ ان کی اقتدا میں ہوتی ہے انہوں نے وجوب جمعہ پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے (۲۶) عالم غذیر و فاضلِ شہیر سید ھبتہ الدین شہرستانی مدظلہ العالی در رسالہ جمعہ آپ بقید حیات اس وقت کاظمین میں موجود ہیں۔ اور تقریباً ۹۵ سال کی عمر میں اس پیرانہ سالی اور نابینائی کے عالم میں بھی خدمتِ دین میں مشغول ہیں۔ ادام اللہ بقاہ۔

ان علمائے اعلام میں سے بہت سے علماء نے جمعہ کے وجوب عینی پر مستقل رسائل تحریر کئے ہیں پس بعونہ تعالیٰ ان حقائق کی روشنی میں وجوب عینی کے منکرین کے قلعہ کی ساری دیواریں منہدم ہو کر رہ گئی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے ان کے اس انکار کا دار و مدار اسی اجماع پر تھا چنانچہ ایسا ہی سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحار الانوار میں افادہ فرمایا ہے۔ ابحاث طویلہ کے بعد تحریر فرماتے ہیں لا اظن عاقلاً یرتاب فی انہ لولم یکن الاجماع المدعیٰ فیھا لم یکن لاحد مجال شک فی وجوبھا علی الاعیان فی جمیع الاحیان والازمان کافی سائر الفرائض الثابتۃ بالکتاب والسنۃ یعنی میں کسی عقلمند آدمی کے متعلق یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ اگر اس مسئلہ میں دعویٰ اجماع نہ کیا جاتا۔ تو وہ ہرگز ہرگز زمان و مکان میں نماز جمعہ کے وجوب عینی کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ کرتا جس طرح سے کتاب و سنت سے ثابت شدہ دیگر تمام واجبات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے" پس جب خدا کے فضل و کرم سے اجماع کی عمارت ہی منہدم ہو گئی تو اب نماز جمعہ کا وجوب عینی بالکل صاف اور بے غبار کالشمس فی رابعۃ النہار واضح و آشکار ہو گیا۔ والحمد للہ علی وضوح الحجۃ و کشف المحجۃ۔ اہ

حرمتِ نمازِ جمعہ والونکے شبہات اور ان کا دفعیہ

جب ہم بحمدہٖ تعالیٰ نماز جمعہ کے وجوب عینی کے اثبات سے فارغ ہو چکے اور بطریق احسن مدلل اور مکمل طور پر اس کا واجب عینی ہونا ثابت کر چکے تو اگرچہ اس سے خود بخود دیگر اقوال کا بطلان ظاہر و ہویدا ہو جاتا ہے اور بالخصوص علیحدہ اس کے ابطال کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن مزید تسلی و تشفی اور متشککین کے ازالۂ شکوک و شبہات کیلئے دیگر ہر دو اقوال کو بھی مع ان کے ادلّہ یا بالفاظ دیگر شبہات کے ذکر کرکے ان کا بطلان ظاہر کرتے ہیں۔ لیھلک من ہلک عن بینۃ و یحیی من حیّ عن بینۃ۔

حرمت کے قائلین کی عمدہ دلیلیں دو ہی ہیں پہلی دلیل تو وہی تھی (اجماع) جس کا ناقابل استدلال و احتجاج ہونا سطور بالا میں واضح کیا جا چکا ہے دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسری دلیل بعض روایات ہیں۔ جن سے انہوں نے دھوکا کھایا ہے کہ جمعہ کے وجوب میں حضور امام علیہ السلام یا جسے امام علیہ السلام بالخصوص مقرر کریں شرط ہے اور چونکہ آجکل زمانہ غیبت ہیں نہ امام علیہ السلام حاضر ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی نائب خاص موجود ہے لہذا بموجب قاعدہ اذا فات الشرط فات المشروط۔ آج کل جمعہ کا وجوب ساقط ہے بلکہ اس کا پڑھنا حرام کیونکہ یہ منصب امام علیہ السلام ہے۔ وہ روایات جن کے ساتھ یہ حضرات تمسک کرتے ہیں دو۲ قسم کی ہیں۔ ہم ہر دو قسم کو علیحدہ علیحدہ لکھ کر ان کے جواب عرض کرتے ہیں۔

قسم اوّل۔ وہ روایات ہیں جن میں نماز جمعہ کے سلسلے میں لفظِ "امام" وارد ہوا ہے جنہیں سے ہم بعض کو عنوانِ دہم "نماز جمعہ کا وجوب عینی احادیث معصومین کی روشنی میں" کے ضمن میں بہ ذیل نمبر ۷ و نمبر ۹ ذکر کر چکے ہیں۔ اسی قسم کی بعض اور احادیث بھی ہیں جیسے کتاب جعفریات کی یہ حدیث ان علیا علیہ السلام سئل عن الامام یھرب ولا یخلف احداً یصلی بالناس کیف یصلون الجمعۃ قال یصلون صلاتھم اربع رکعات یعنی جناب حضرت علی سے پوچھا گیا۔ کہ امام نماز پڑھاتے ہوئے فرار کر جاتا ہے۔ کسی کو اپنا قائمقام نہیں کر جاتا جو نماز تمام کرائے۔ لوگ کس طرح نماز پڑھیں گے فرمایا۔ فرادی چار رکعت پڑھیں گے۔ یا جیسے عیون الاخبار کی یہ روایت جو جناب حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ فان قال قائل فلم صارت صلوٰۃ الجمعۃ اذا کانت مع الامام رکعتین و اذا کانت بغیر امام رکعتین و رکعتین۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نماز جب امام کے ساتھ ہو تو دو رکعت اور اگر بغیر امام کے ہو تو چار رکعت کیوں ہے؟ تو اس کے جواب میں یوں کہا جائے گا۔ الخ ولی غیر ذلک من بعض الروایات الاخر۔ اِن احادیث میں وارد شدہ لفظِ "امام" کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے مراد "امام معصوم" ہیں۔ پس ان کے بغیر نماز جائز نہیں ہے کیا کیا جائے۔ حرف زدن نہیں۔ کیوں کہ اچھے خاصے اہل علم نے ان روایات سے یہ استدلال کیا ہے ورنہ اس استدلال کی رکاکت اور کمزوری بہت کچھ کہنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہم محولہ بالا عنوان کے ذیل میں بعض اہم قسم احادیث کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس لفظ سے مراد یہاں امامِ جماعت ہے نہ امام معصوم کیوں کہ ظاہر ہے کہ عربی زبان میں پیشِ نماز کو امام ہی کہتے ہیں نماز جمعہ کے علاوہ نماز پنجگانہ۔ نماز استسقاء و نماز آیات و نماز جنازہ وغیرہا جہاں دیکھو لفظِ امام سے احادیث بھری پڑی ہیں لیکن وہاں کوئی لفظِ امام سے "امام معصوم" مراد نہیں لیتا۔ تو یہاں کیوں ایسا نہیں کیا جاتا۔ چونکہ نماز بغیر جماعت کے ہو نہیں سکتی ہے اس لئے بار بار لفظ "امام" آتا ہے کہ امام کے ساتھ (یعنی پیش نماز) نماز جماعت میں یوں پڑھو۔ اور فرادی ہو تو یوں پڑھو۔ حالانکہ ان احادیث میں خود داخلی قرائن ایسے موجود ہیں جو ببانگ دہل بتلاتے ہیں کہ اس سے مراد امام معصوم نہیں ہیں جیسے وہ روایت جو ابھی اوپر مذکور ہوئی۔ کہ امام فرار کر جاتا ہے۔ بھلا امام معصوم بھی نماز سے یا میدانِ جنگ سے فرار کر سکتا ہے؟ مالکم کیف تحکمون۔ زیادہ سے زیادہ اس استدلال کو استحسان کا نام دے سکتے ہیں۔ لیکن نصوص صریحہ و صحیحہ کے مقابلہ میں اس کی مچھر کے پر کے برابر بھی اہمیت نہیں ہے۔

قسم دوم وہ روایات ہیں جن سے فی الجملہ اس مطلب کی تائید ہوتی ہے لیکن ان کی سند خراب ہے جیسے...

سند جو ذیل روایات (۱) حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کہ فرمایا لا یصلح الحکم ولا الحدود ولا الجمعۃ الا للامام او من یقیمہ یعنی حکم نافذ کرنا و حدود جاری کرنا اور جمعہ پڑھانا۔ امام یا جسے امام مقرر کرے کے علاوہ کسی اور کے لائق نہیں ہے۔

۲۔ آنحضرتؐ کیطرف منسوب ہے کہ فرمایا اربع للولاۃ الفی والحدود والصدقات والجمعۃ چار امر والیان امر کے لئے ہیں۔ مال فی[۱] حدود[۲] ۔ صدقات[۳] ۔ جمعہ[۴] ۔

۳۔ اہل بیت علیہم السلام کی طرف منسوب ہے کہ فرمایا۔ لنا الخمس ولنا الانفال ولنا الجمعۃ ولنا صفو المال خمس اور انفال جمعہ (غنیمت میں سے) عمدہ مال ہمارے لئے ہے۔

۴۔ لا یصلح الحکم ولا الحدود ولا الجمعۃ الا بامام عدل۔ حکم لگانا اور حدود جاری کرنا اور جمعہ پڑھانا بغیر امام عادل کے صلاحیت نہیں رکھتا۔

یہ ہیں وہ معرکۃ الآرا احادیث جن کے ساتھ حرمتؔ کے قائلین تمسک کرتے ہیں، جنہیں ہم نے من وعن اتماماً للحجۃ نقل کر دیا ہے ان روایات کیساتھ مذکورہ بالا مطلب پر استدلال کرنا بچند وجہ غلط ہے۔ **اولاً** اس لئے کہ یہ روایات سند کے اعتبار سے درجۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ کیوں کہ یہ تمام یا مجہول ہیں یا مرسل ہیں، ان کا ضعیف ہونا گویا ایسا مسلّمہ ہے کہ خود ان کے ساتھ تمسک کرنے والوں کو بھی اس کا اقرار ہے۔

چنانچہ صاحب رسالہ اللمعۃ الساطعہ نے قسم اوّل کی روایات کو اپنے مدعا کے اثبات میں پیش کرنے کے بعد اِن روایتوں کو اپنے مطلب کی تائید میں پیش کرنے سے پیشتر یہ عنوان قائم کیا ہے بعض الروایات التی لم یعلم اعتبارھا یعنی بعض وہ روائتیں جن کا معتبر ہونا معلوم نہیں ہے اس کے ذیل میں بطور تمہید یہ رقم فرمایا ہے نعم ھناک روایات قلیلۃ دالۃ علی الشرطیۃ ما احرزنا حجیتھا بعد الخ یعنی یہاں چند روایات ایسی بھی ہیں جو وجود امام کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہیں لیکن ہم تا حال ان کے معتبر ہونے کو معلوم نہیں کر سکے۔ سبحان اللہ۔ اسے کہتے ہیں الحق یعلو ولا یعلی علیہ ع

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں　　گفت آید در حدیثِ دیگراں

پس جب اِن روایات کے ضعفِ سند کا یہ حال ہے کہ خود استدلال کنندگان کو بھی بادلِ ناخواستہ ان کی کمزوری کا اعتراف ہے تو اہلِ انصاف بتائیں کہ انہیں ان صحیح السند صریح الدلالت احادیث شریفہ کے مقابلہ میں کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ یقیناً ان روایات ہی کو ترجیح دی جائے گی۔

ثانیاً اس لئے کہ اگر چند لمحات کیلئے ان کی سند سے قطع نظر کر کے بفرض محال ان روایتوں کو معتبر بھی مان لیا جائے تو بھی ہمارے لئے مضر نہیں کیوں کہ ان کا وہ مطلب نہیں ہے جو لیا جا رہا ہے۔ ان سے زیادہ سے زیادہ یہ استفادہ ہوتا ہے کہ جب امام معصومؑ موجود ہوں اور کسی جگہ حاضر ہوں تو وہ سب لوگوں سے نماز جمعہ پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں اور یہ مطلب بالکل صحیح ہے۔ ہمیں اسمیں کوئی کلام نہیں ہے ہمارے اس بیان کردہ معنی کی تائید حضرت امیر المومنینؑ کی اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کہ اذا قدم الخلیفۃ مصراً

من الامصار جمع بالناس لیس ذلک لاحد غیرہ (ازالۃ الریبۃ) فرمایا جب خلیفہ کسی شہر میں جائے تو وہاں وہی نماز جمعہ پڑھائے گا۔ اس کی موجودگی میں کسی اور شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے" اور بھلا امام معصومؑ کی موجودگی میں یہ جرأت کر بھی کون سکتا ہے؟

ثالثاً اس لئے کہ اگر ان روایات کا یہی مفہوم لیا جائے کہ وجوب جمعہ میں حضور امام شرط ہے۔ پس جب امامؑ حاضر نہیں تو نماز جمعہ ساقط ہے تو پھر بھی ہم اسے خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ لیکن ان حضرات سے اتنی گذارش ہے کہ اگر اس وجہ سے نماز جمعہ کو ختم کرنا ہے تو پھر ان امور کو بھی ختم کر دو جو نماز جمعہ کے ہمراہ ان روایتوں میں مذکور ہیں۔ یعنی پھر خمس کو بھی ختم کر دو۔ شرعی بیان کرنا بھی ختم کر دو۔ انفال وفئی کا مال بھی وصول کرنا چھوڑ دو۔ کیونکہ اگر یہ سب شرعی امور وجود و حضور امام معصوم علیہ السلام کے ساتھ مشروط ہیں اور آجکل امام زمانہ علیہ السلام غائب ہیں تو پھر سارا سلسلہ ہی ختم کیجئے۔ لیکن اگر خمس بھی موجود ہے اور اس کے وصول کرنے کے دعویدار بھی ہزاروں موجود ہیں۔ احکام شرعیہ بھی بدستور سابق بڑے ٹھاٹھ سے بیان ہو رہے ہیں۔ انفال وفئی کی وصولی کا بھی سلسلہ جاری و ساری ہے تو جمعہ نے کون سا ایسا ناقابل معافی جرم کیا ہے جس کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا جا رہا ہے۔ باقی امور کی بقا اور جمعہ کی حرمت پر کون سی دلیل ہے؟ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ امام علیہ السلام کے نام پر اخماس و انفال کے مال تو وصول کئے جا رہے ہیں۔ مسند قضا پر متمکن ہو کر مسائل شرعیہ بھی بیان ہوتے ہیں، لیکن امام علیہ السلام والا کام انجام نہیں دیا جاتا۔ اب ان حضرات کیلئے دو ہی راستے ہیں یا تو امام کے نام پر خمس وغیرہ وصول کرنا بھی چھوڑ دیں یا اگر خمس وغیرہ وصول کرنا ہے تو امام والا کام بھی کریں۔ جمعہ و جماعت بھی کرائیں۔ دیگر وظائف شرعیہ بھی انجام دیں۔ ع بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا۔

اگرچہ جذبات و تعصبات سے بالاتر ہو کر یہ مضمون لکھا جا رہا ہے مگر پھر بھی اگر کسی صاحب کی نازک طبع گرامی پر یہ جملے گراں گذریں۔ تو ہم صدق دل سے معذرت پیش کرتے ہیں۔

رابعاً اس لئے کہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ منصب امام علیہ السلام ہے تو جس طرح انہوں نے دیگر امور مخصوصہ کی اپنے شیعوں کو اجازت دے رکھی ہے ویسے ہی اس کی بھی اجازت ہے اور وہی عمومی اجازت کافی ہے۔ جیسا کہ پہلے بعض احادیث گذر چکی ہیں۔ کہ جب اور جہاں سات یا پانچ آدمی جمع ہو جائیں تو ان پر نماز جمعہ پڑھنا واجب ہے۔ علاوہ بریں جب فقہائے کرام حکم و حدود و وصولی خمس وغیرہ امور کو اسی بناء پر سرانجام دیتے ہیں کہ وہ عمومی طور پر نائب امام علیہ السلام ہیں تو نماز جمعہ میں کیوں یہ نیابت ختم ہو جاتی ہے، وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ حالانکہ ہم تو اس کے انعقاد میں فقیہ جامع الشرائط کی شرط کو بھی ضروری نہیں سمجھتے بلکہ ہر بالغ و عاقل۔ مومن۔ عادل بقدر ضروری مسائل شرعیہ سے واقف اس فریضہ کو انجام دے سکتا ہے اور مومنین کرام اس سعادت عظمیٰ کو حاصل کر سکتے ہیں۔

جمعہ کو واجب تخییری بتلانیوالوں کے قول کا ابطال

عند التحقیق یہ قول بظاہر سب اقوال سے زیادہ کمزور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصولی طور پر وجوب تعیینی اور حرمت والے دو قولوں میں سے ایک قول ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی یا تو یہ امر دلائل قاطعہ سے ثابت ہو جائے گا کہ وجوب نماز جمعہ میں امام علیہ السلام

یا ان کے نائب خاص کا حضور شرط ہے۔ یا ثابت نہ ہوگا۔ اگر ثابت ہو جائے تو علی القاعدہ زمانہ غیبت میں جمعہ حرام ہونا چاہئے اور اگر ثابت نہ ہو سکے تو پھر الآن کما کان جس طرح حضور کے وقت جمعہ واجب تعیینی تھا اب بھی واجب تعیینی ہوگا یہ تخییر کہاں سے آگئی؟ کہ چاہو تو نماز جمعہ پڑھ لو اور چاہو تو نماز ظہر پڑھ لو۔ اور جب خداوند عالم کے فضل و کرم سے سابقہ سطور میں یہ واضح و لائح کر دیا گیا ہے کہ وجوب جمعہ میں وجود و حضور امام علیہ السلام شرط نہیں ہے اور حرمت والا قول باطل کر دیا گیا ہے اور واجب تعیینی والا قول محقق و مبرہن ہو گیا ہے تو اس سے واجب تخییری والے قول کا خود بخود قلع قمع ہو جاتا ہے اور اس کے بطلان پر زیادہ ادلہ و براہین قائم کرنے کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ کما لا یخفی

ان حضرات نے اپنے خیال کے مطابق واجب تعیینی اور حرمت والے قول کی روایات میں جمع کرنے کی کوشش فرمائی ہے یہ تخییر صحیح ہے کیوں کہ قطع نظر اس امر کے کہ تعارض اخبار کے وقت حکم تخییر ہوتا ہے یا تساقط کہ (اذا تعارضا تساقطا) جب روایات کے درمیان بظاہر اختلاف ہو تو ان کے جمع کرنے کی ضرورت اس وقت درپیش آتی ہے جب کہ دونوں طرف کی روایات صحت و اعتبار کے لحاظ سے مساوی درجہ کی ہوں، لیکن اگر ایک طرف کی روایات تو نہایت صحیح السند و معتبر اور واضح الدلالت ہوں مگر دوسری طرف والی روایات ضعیف السند اور متشابہ الدلالت ہوں تو وہاں جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صحیح و صریح روایتوں کو مقدم سمجھا جاتا ہے (جیسا کہ کتب درایۃ الحدیث و کتب اصول کے باب التعادل والتراجیح میں یہ امر واضح ہو چکا ہے) ہمارے متعلقہ مسئلہ کی یہی آخری صورت حال ہے کیوں واجب تعیینی والے قول کی روایات علاوہ کثیر التعداد ہونے کے صحیح السند و صریح الدلالت بھی ہیں اور ان کے بالمقابل حرمت والی روایات کی نہ سند درست ہے اور نہ دلالت واضح ہے۔ تو بنا بریں ان کے جمع کرنے کی حاجت و ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ خصوصاً اس کے ساتھ جب اس امر کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ وجوب والی روایات ظاہر قرآن کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ تعجب ہے کہ واجب تخییری کے قائلوں میں سے اکثر حضرات نماز جمعہ پڑھنے کے بعد نماز ظہر کو بھی دوبارہ بہ نیت احتیاط پڑھاتے ہیں۔ اگرچہ احتیاط فی نفسہ بہت اچھی چیز ہے لیکن ہر جگہ محل و موقع کا لحاظ ضروری ہے کیوں کہ جب یہ مسئلہ قرآن اور حدیث کی رو سے واضح ہے تو احتیاط چہ معنی دارد؟ بس ان حقائق کی روشنی میں واضح و آشکار ہو گیا کہ عہد نبوی و عہد آئمہ کی طرح آج کل بھی نماز جمعہ واجب عینی و تعیینی ہے اور ہر جامع الشرائط پیشنماز پڑھا سکتا ہے، دعا ہے کہ خداوند عالم قوم کو اس سعادت کے حاصل کرنے کی توفیق و فیق مرحمت فرمائے اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے نجات دے اور ہماری یہ سعی بارگاہ ایزدی و بارگاہ رسالت و امامت میں مشکور ہو اور شرف قبولیت حاصل کرے۔

آمین بجاہ النبی و آلہ الطاہرین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین۔